REGD. No: L. 5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۹ ۔ تار کا پتہ: ڈیلی الفضل ربوہ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ

یوم رسشنبہ

فی پرچہ ایک آنہ سات پائی (سابقہ) ۱۰ نئے پیسے

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵

ربوہ

الفضل

۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۸۱ھ

جلد ۵۰/۱۵ ۔ ۲۴ تبوک ۱۳۴۰ ہش ۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء ۔ نمبر ۲۴۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۳ اکتوبر بوقت ۸ بجے صبح

پرسوں حضور کو ضعف اور بے چینی کی تکلیف رہی ۔ کل طبیعت نسبتاً بہتر رہی ۔ رات نیند آگئی ۔ اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے ——

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین

دعاؤں اور ذکر الٰہی کے پاکیزہ ماحول میں تین روز جاری رہنے کے بعد

خدام الاحمدیہ کا بیسواں سالانہ اجتماع کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا

۱۵۱ مجالس کے ۱۴۶۹ خدام کی شرکت گزشتہ سال کی نسبت قریباً یکصد خدام زیادہ شریک ہوئے

ربوہ ۲۳ اکتوبر ۔ خدام الاحمدیہ کا بیسواں سالانہ اجتماع جس کا افتتاح مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے ایک روح پرور خطاب اور پرسوز اجتماعی دعا سے فرمایا تھا ۔ دعاؤں اور ذکر الٰہی کے پاکیزہ ماحول میں تین روز تک جاری رہنے کے بعد کل شام یہاں کامیابی اور خیروخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا ۔ اس سال اجتماع میں ۱۵۱ مجالس کے ۱۴۶۹ خدام نے شمولیت کی ۔ یہ تعداد گزشتہ سال کی تعداد کے مقابلہ میں زیادہ ہے ۔ کیونکہ گزشتہ سال اجتماع میں ۱۳۷ مجالس کے ۱۳۷۷ خدام نے شرکت کی تھی ۔ اس طرح امسال نہ صرف خدام کی تعداد میں بلکہ شریک ہونے والی مجالس کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔ پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ اضافہ زیادہ تر بیرونی مجالس کی طرف سے آنے والے خدام کی تعداد میں ہوا ہے ۔ کیونکہ امسال بیرونی مجالس کے ۴۶۱ خدام شریک ہوئے ۔ جبکہ گزشتہ سال بیرونی مجالس کے صرف ۳۷۳ خدام نے اجتماع میں شرکت کی تھی ۔ شریک ہونے والی مجالس اور خدام کے تفصیلی اعداد و شمار یہ ہیں

مجالس اور خدام	امسال	سال گزشتہ
تعداد مجالس	۱۵۱	۱۳۷
تعداد مقامی خدام	۱۰۰۸	۱۰۰۴
تعداد بیرونی خدام	۴۶۱	۳۷۳
کل تعداد خدام	۱۴۶۹	۱۳۷۷

ان میں لاہور، کراچی، راولپنڈی، جہلم، کوئٹہ، لائل پور، گوجرانوالہ، گجرات، شیخوپورہ، ڈھاکہ، حیدر آباد، ملتان، سرگودھا، پشاور، بہاولپور، ڈیرہ غازیخاں اور دیگر مقامات کی مجالس کے خدام شامل تھے۔

علمی اور ورزشی مقابلہ جات

خدام نے یہ تین دن ایک خاص پروگرام کے تحت دعاؤں اور ذکر الٰہی کے پاکیزہ ماحول میں گزارے ۔ پروگرام روزانہ علی الصبح چار بجے نماز تہجد کی ادائیگی سے شروع ہو کر ساڑھے دس بجے شب تک جاری رہتا تھا ۔ اس دوران میں خدام نے پنجگانہ باجماعت نمازوں کی بالالتزام ادائیگی، قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے درس سننے نیز علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا ۔ علمی مقابلہ جات میں حفظ قرآن مجید، مطالعہ حدیث، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ، دینی معلومات، عام معلومات، نیز تقریر و تحریر کے مقابلہ جات شامل تھے۔

ورزشی مقابلے ۔ والی بال، فٹ بال، رسہ کشی، کبڈی، ہائی جمپ، لانگ جمپ، سو گز اور ۴۰۰ گز کی دوڑوں ۔ ڈسک تھرو، گولہ پھینکنے، وزن اٹھانے، نیزہ پھینکنے، اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات پر مشتمل تھے ۔ نیز مشاہدہ معائنہ اور ذہانت کا بھی مقابلہ ہوا ۔ خدام نے ان سب مقابلہ جات میں بہت ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

تلقین عمل اور مجلس شوریٰ

ان مقابلہ جات کے علاوہ خدام نے خاص خاص موضوعات پر بعض بزرگان اور علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر بھی سنیں۔ چنانچہ ذکر حبیب کے موضوع پر محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے تقریر فرمائی اور تلقین عمل کے پروگرام کے تحت محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ۔ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب نے خدام سے خطاب فرما کر انہیں بیش قیمت نصائح اور زریں ہدایات سے نوازا۔

نیز اجتماع کے ایام میں خدام کی مجلس شوریٰ کا انعقاد بھی عمل میں آیا ۔ مجموعی طور پر شوریٰ کے تین اجلاس منعقد ہوئے جس میں مختلف مجالس کے ۸۴ نمائندگان نے شرکت کی ۔ اس میں تنظیمی اور تربیتی امور سے متعلق متعدد اہم فیصلوں کے علاوہ نئے سال کا میزانیہ بھی پاس ہوا۔

تقسیم انعامات

اجتماع کے آخری روز یعنی مورخہ ۲۲ اکتوبر کو ۳ بجے سہ پہر اجتماع کا اختتامی اجلاس منعقد ہوا ۔ جس میں محترم سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں اول آنے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے اور انہیں اپنے اختتامی خطاب میں قیمتی نصائح اور ہدایات سے نوازا ۔ آخر میں آپ نے ایک پرسوز اجتماعی دعا کرائی ۔ جس سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اجتماع ۱۹۶۱ء کے اختتام کا اعلان کرتے ہوئے خدام کو واپس جانے کی اجازت دی

رننگ ٹرافی (انعام جاریہ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے لئے رننگ ٹرافیز یعنی انعامات جاریہ کا سلسلہ شروع کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے ۔ یہ ٹرافی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامور اور جلیل القدر صحابہ میں سے کسی ایک صحابی کے نام سے منسوب ہو گی ۔ اس فیصلے پر عمل درآمد کے طور پر امسال والی بال کی رننگ ٹرافی جو منارۃ المسیح کے نہایت خوبصورت ماڈل پر مشتمل ہے اول آنے والی ٹیم کو عطا کی گئی ۔ یہ ٹرافی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی یاد میں جاری کی گئی ہے ۔ اور آپ کے ہی نام نامی سے موسوم ہے ۔ چونکہ امسال والی بال کے مقابلہ میں ربوہ کی "جی" ٹیم اول آئی تھی ۔ لہذا ربوہ والی بال "بی" ٹیم کے کیپٹن محمد ابراہیم الدین صاحب حیدر آبادی نے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے پہلی رننگ ٹرافی حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا ۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کی ٹیم اور مجلس ربوہ کے لئے مبارک کرے ۔ آمین

قائدین کے اعزاز میں دعوت

حسب دستور ۲۲ اکتوبر کو نماز مغرب کے بعد

(باقی دیکھیں ص ۸ پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

قرآن کریم کے تمام احکام دائمی ہیں اور اپنے اندر بہت بڑی حکمتیں رکھتے ہیں

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ورثہ کے متعلق قرآنی احکام کی پوری طرح پابندی کرے

فرمودہ ۹ جون ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے:

فرمایا:۔ آج میرے پاس ایک مقدمہ آیا ہے جس میں ایک ایسا سوال میرے سامنے آیا ہے جو بہت اہم ہے۔ اس لئے آج میں اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں تا کہ آئندہ ہماری جماعت کا کوئی شخص اس بارہ میں غلطی نہ کرے:

یاد رکھنا چاہیئے

کہ ہماری شریعت اور دوسری شرائع میں یہ فرق ہے کہ اسلام اپنے احکام کے ساتھ ساتھ ان کی حکمتیں بھی بیان کرتا ہے۔ لیکن دوسری شریعتیں جو سچی تھیں اور اسلام سے پہلے گزر چکی تھیں۔ ان میں حکمتوں کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان شریعتوں میں بھی بعض احکام ایسے تھے جو وقتی نہیں تھے بلکہ دائمی صداقتیں اپنے اندر رکھتے تھے۔ لیکن اکثریت ایسے احکام ہی کی تھی۔ جو

عارضی اور وقتی حالات

کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اس وجہ سے باوجود بعض دائمی صداقتوں کے حامل ہونے کے وہ شریعتیں وقتی ہوتی تھیں۔ اور اس زمانہ کے حالات سے مخصوص ہوتی تھیں اور چونکہ کثیر احکام ان میں ایسے ہی ہوتے تھے جو بعد میں تبدیل ہونے والے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی حکم کی بھی حکمت بیان نہ فرمائی۔ کیونکہ اگر بعض احکام کی حکمتیں بیان کر دی جاتیں تو لوگ دھوکا کھا کر ان احکام کی بھی حکمتیں نکالنے لگ جاتے۔ جو تبدیل ہونے والے تھے۔ اور اس طرح اپنی شرائع کو غیر مبدل سمجھنے لگ جاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکمتیں اور حکمتوں کے ماتحت قوانین صرف قرآن کریم کو ہی عطا فرمائے ہیں۔ دوسری کسی شریعت میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ اور یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق چاہا تھا۔ کہ و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ یعنی وہ ان کے سامنے

کتاب اور حکمت

دونوں بیان کرے۔ باقی تمام انبیاء صرف کتاب بیان کرتے تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب اور حکمت دونوں بیان فرمائی ہیں۔ آپؐ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ کیوں کرنا چاہیئے۔ اور اس کی یہی وجہ تھی کہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے۔ جو آخری ہے اور اس میں کسی وقتی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے قوانین نہیں بنائے گئے بلکہ قیامت تک کے لئے ہر زمانہ ہر ملک اور ہر قسم کے لوگوں کے لئے اس میں دائمی سچائیاں موجود ہیں۔ پس

قرآن کریم کے تمام احکام

اپنے اندر بہت بڑی حکمتیں رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی حکم سے گریز نوع انسان کے فوائد کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے احکام وقتی نہیں بلکہ دائمی ہیں اور حکمتوں سے پُر ہیں۔ قرآن کریم ایک چیز سے منع کرتا ہے۔ تو ساتھ ہی اس کی حکمت بتاتا ہے کہ کیوں منع کیا گیا ہے۔ قرآن کریم ایک چیز کو جائز قرار دیتا ہے تو اس کی حکمت بتاتا ہے۔ کہ کیوں جائز ہے غرض ہر قسم کے اوامر و نواہی اپنے ساتھ

کوئی نہ کوئی اعلےٰ حکمت

رکھتے ہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم معلم الکتاب ہی نہ تھے۔ بلکہ آپؐ معلم الحکمت بھی تھے۔ آپؐ سے پیشتر جتنے انبیاء گزرے ہیں۔ وہ معلم الکتاب تو تھے معلم الحکمت نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ تو فرماتے تھے کہ یہ کام کرو اور وہ نہ کرو۔ مگر اس کے ساتھ حکمت بیان نہ فرماتے تھے کہ کیوں کرو اور کیوں نہ کرو۔ اسی طرح حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہ تو فرماتے تھے۔ کہ یہ کرو اور وہ نہ کرو۔ مگر کرنے اور نہ کرنے کی حکمت بیان نہ فرماتے تھے۔ کیونکہ ان کے زمانہ کے احکام

وقتی ضرورت کے ماتحت

دیئے گئے تھے دائمی نہ تھے۔ جیسا کہ حضرت مسیح ناصری نے بھی فرمایا ہے کہ میری اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی (یوحنا باب ۱۶) لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ احکام برداشت نہیں کئے جا سکتے کیونکہ وہ لوگ برداشت کرنے کے قابل ہو گئے تھے۔

انہی احکام میں سے ماں باپ کے ترکہ کے احکام

بھی ہیں۔ جن میں بہت بڑی حکمتیں مدنظر رکھی گئی ہیں۔ انہی حکمتوں کو پیش کر کے ہم دوسرے مذاہب کو شرمندہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو تمہارے مذاہب کے احکام خالی از حکمت ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے مذہب کا ہر حکم اپنے ساتھ حکمتیں رکھتا ہے۔ پس چونکہ اسلام کے ہر حکم کے ساتھ حکمت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ان احکام کی شکل و صورت کو بدل دیا جائے۔ تو اسلام کی فوقیت جو دوسرے مذاہب پر قرآن کریم کے احکام کی حکمتوں کی وجہ سے ہے برقرار نہیں رہ سکتی۔

میرے سامنے جو مقدمہ پیش ہوا ہے

وہ یہ ہے کہ ایک والد نے اپنی ساری جائداد اپنے ایک بیٹے کے نام ہبہ کر دی ہے۔ اور دوسرے کو محروم الارث کر دیا ہے۔

اب سوال یہ اٹھایا گیا تھا۔ کہ ہبہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ بعض صحابہؓ اور فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ قرآن کریم اس بارہ میں ہماری کیا راہنمائی کرتا ہے۔ اور قرآن کریم کے احکام کے ساتھ جو حکمتیں کام کر رہی ہیں۔ ان کی روشنی میں ہبہ کے متعلق کیا صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہبہ کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے

ورثہ کے قوانین

کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ فلاں کو اتنا۔ بیٹیوں کو اتنا اور بیٹوں کو اتنا۔ دو بیٹے ہوں تو اتنا اور دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوں تو اتنا اور ان احکام میں بھی لازماً کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔ ان احکام کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ دادوں اور تمہارے بیٹوں میں سے کون تمہارے لئے زیادہ نفع رساں ہے۔ (سورۃ نساء آیت ۱۲) اور آگے فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان احکام کی خلاف ورزی کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ جس میں وہ ایک لمبے عرصہ تک رہتا چلا جائے گا۔ (سورۃ نساء آیت ۱۵) پس جب اللہ تعالیٰ نے

ان احکام پر اتنا زور دیا ہے

تو کسی باپ کو یہ کیا حق ہے کہ وہ اپنی تمام جائداد کسی اور بیٹے کے نام منتقل کر دے۔ اور دوسروں کو محروم الارث قرار دے دے پھر اس بارہ میں ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کا بھی ایک واقعہ بطور مثال نظر آتا ہے۔

ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ نے میرے بھائی کو گھوڑا دیا ہے۔ اور مجھے نہیں دیا۔ آپؐ نے اس کے باپ کو بلوایا اور اس سے فرمایا یا تو اپنے اس دوسرے بیٹے کو بھی گھوڑا دو۔ اور اگر تم اس کو نہیں دے سکتے تو اس سے بھی گھوڑا واپس لے لو۔ اب اس میں کیا حکمت تھی۔ یہی حکمت تھی کہ قرآن کریم نے ہر بچے کا یہ فرض قرار دیا ہے۔ کہ وہ

ماں باپ کی خدمت

کرے۔ اور اس بارہ میں بڑا زور دیا گیا ہے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے جو کسی سفر پر گئے۔ وہ کسی پہاڑی علاقہ میں جا رہے تھے کہ رات بسر کرنے کے لئے ایک غار میں چلے گئے۔ وہ اندر ہی تھے کہ ایک بڑا بھاری پتھر لڑھک کر غار کے منہ پر آ گیا۔ اور وہ اندر بند ہو گئے۔ انہوں نے پتھر کو ہٹانے کی بہتیری کوشش کی۔ مگر پتھر چونکہ بہت بھاری تھا اس لئے ہٹ نہ سکا۔ ان تینوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب پتھر کو ہٹانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ آخر انہوں نے یہ طے کیا۔ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنا کوئی نیک عمل خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر کے دعا کرے تا کہ

خدا ہماری یہ مصیبت ٹال دے

ان میں سے ایک نے کہا اے خدا تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے ایک دفعہ ایک مزدور سے کام کروایا

لیکن ابھی اس کی مزدوری ادا کرنی تھی کہ وہ کہیں چلا گیا میں نے اس کی تلاش کی مگر نہ مل سکا آخر میں نے اسکی مزدوری والی رقم سے ایک بکری خریدی جس نے بچے دئے اور پھر جب وہ بچے بڑے ہوئے تو انہوں نے بھی بچے دئے اس طرح میرے پاس بکریوں کا ایک گلہ ہو گیا کچھ عرصہ کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور اس نے اپنی مزدوری طلب کی میں نے کہا یہ بکریوں کا گلہ لے جاؤ

وہ اس پر حیران ہوا

اور کہنے لگا میری مزدوری تو بہت تھوڑی تھی تم بکریوں کا گلہ کیوں دیتے ہو میں نے کہا در اصل بات یہ ہے کہ بکریوں کا یہ گلہ تمہارے ہی پیسوں سے بنا ہے وہ اس طرح کہ میں نے تمہاری مزدوری کے پیسوں سے ایک بکری خریدی تھی اس نے بچے دئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد یہ گلہ بن گیا۔ اس لئے اب یہ تمہارا مال ہے چنانچہ وہ اسے لے کر چلا گیا۔ اے خدا اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا تھا تو اس پتھر کو یہاں سے ہٹا دے اور ہماری اس مصیبت کو دور فرما۔ اس پر ایک زلزلہ سا آیا اور اسکے جھٹکے سے پتھر تھوڑا سا سرک گیا لیکن ابھی نکلنے کے لئے پورا راستہ نہ بنا۔ اس پر دوسرے نے کہا کہ اے خدا مجھے ایک لڑکی کے ساتھ عشق تھا۔ میں نے اس کے ساتھ شادی کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا پھر میں نے اس کے ساتھ ناجائز تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی مگر اس میں بھی ناکام رہا اسکے بعد ہمارے

ملک میں شدید قحط پڑا

اور لوگ بھوکوں مرنے لگے وہ لڑکی جس کے ساتھ مجھے عشق تھا اس کا خاندان بھی فاقوں مرنے لگا جب فاقہ مستی ان کی حد برداشت سے باہر ہو گئی تو وہی لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگی ہمارا سارا خاندان فاقوں سے تباہ ہو رہا ہے۔ اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں اس لئے کچھ مدد کرو میں نے اس سے کہا میں تجھے کچھ مدد تو دیتا ہوں مگر

شرط یہ ہے

کہ میرے ساتھ تعلق پیدا کرو وہ چونکہ مجبور تھی اس لئے مان گئی مگر جب میں اسکے قریب ہوا تو اس نے کہا کچھ خدا کا خوف کرو تم اسکے سامنے کیا جواب دوگے اس وقت اے خدا میرے دل میں سخت خوف پیدا ہوا اور میں نے اسے کچھ بطور مدد دے کر چھوڑ دیا۔ اس لئے اے خدا اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لئے کیا تھا تو

ہمیں اس مصیبت سے نجات دے

اس پر پھر زلزلہ کی سی حرکت ہوئی اور پتھر تھوڑا سا اور سرک گیا۔ مگر ابھی ان کے نکلنے کا پورا راستہ نہ بنا۔ پھر تیسرے نے دعا کرنی شروع کی اور کہا اے خدا میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور بکریوں کا دودھ دوھ کر اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو پلایا کرتا تھا ایک دن مجھے دودھ دوہنے میں دیر ہو گئی اور جب میں دودھ لیکر گھر پہنچا تو میرے والدین سو چکے تھے گو میرے بیوی بچے جاگ رہے تھے اور بھوکے تھے مگر میں نے سمجھا کہ بیوی بچوں سے ماں باپ کا حق مقدم ہے اس لئے جب تک میرے ماں باپ دودھ نہ پی لیں بیوی بچوں کو نہیں پلاؤں گا۔ چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ بھرا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا کہ جب وہ جاگیں گے ان کو دودھ پلاؤں گا مگر وہ نہ جاگے اور مجھے وہیں کھڑے کھڑے صبح ہو گئی جب صبح ان کی آنکھ کھلی تو میں نے پہلے انہیں دودھ پلایا اور بعد میں اپنے بیوی بچوں کو دیا۔ اے خدا اگر میرا

یہ کام صرف تیری رضا کے لئے تھا

تو ہماری اس مصیبت کو دور فرما۔ اس پر ایک اور زلزلہ آیا۔ اور پتھر غار کے منہ سے ہٹ گیا۔ اور وہ تینوں باہر نکل گئے اب دیکھو یہ واقعہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اس میں آپؐ نے جو ان کی تین خوبیاں بیان فرمائیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ماں باپ کے حق کو بیوی بچوں کے حق پر مقدم رکھا گیا۔ اب یہ فرض جو بچوں کے لئے ماں باپ کی خدمت کا قرار دیا گیا ہے اسکے مقابلہ میں ماں باپ کے لئے بھی ایک فرض

بچوں کے حقوق

کا مقرر کیا گیا ہے اور ان کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کریں۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ محبت جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے وہ پیدا نہیں ہو سکے گی۔ ایک باپ جسکے دو بیٹے ہوں وہ اگر ان میں سے ایک کے ساتھ امتیازی سلوک کرے تو دوسرے کے دل میں قدرتی طور پر یہ خیال پیدا ہوگا کہ باپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے اور میرے دوسرے بھائی سے زیادہ ہے اور گو وہ شریعت کے کہنے پر اپنے باپ کی خدمت تو کرے گا مگر اسکے دل میں اپنے باپ کے لئے دلی محبت نہیں ہوگی یعنی وہ خدا کے کہنے پر ماں باپ کی خدمت تو کریگا لیکن ماں باپ جو اسکی نیکی میں ممد ہو سکتے تھے وہ اس میں ممد نہیں بلکہ روک بن جائیں گے۔ پس جہاں ماں باپ کی خدمت کرنا

اولاد کا فرض

قرار دیا گیا ہے وہاں ماں باپ کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کریں۔ انسان بہت سی نیکیاں ماں باپ کے اچھے تعلقات کی وجہ سے بھی بجا لاتا ہے اور اگر ماں باپ بچے کے ساتھ ناروا سلوک کریں تو وہ اس کی نیکیوں کی راہ میں روک بن جاتے ہیں جس طرح خدا تعالےٰ کی محبت سے

بنی نوع انسان کی محبت

کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح ماں باپ کی محبت سے خدا تعالےٰ کی محبت کی طرف انتقال ہوتا ہے اسی لئے قرآن کریم نے بنی نوع انسان کو وایتاء ذی القربیٰ کا حکم دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح قریبی رشتہ داروں میں محبت کا ایک طبعی جذبہ پایا جاتا ہے اور وہ بغیر کسی حسن سلوک کی امید یا معاوضہ کے محبت کرتے ہیں اسی طرح تمہیں بھی ترقی کرتے کرتے بنی نوع انسان سے ایسی ہی محبت کرنی چاہیئے۔ جیسے رشتہ دار اپنے رشتہ داروں سے کرتے ہیں یا جیسے ماں باپ اپنے بچوں سے کرتے ہیں اور جس کا نمونہ ہمیں اللہ تعالےٰ کی صفات میں نظر آتا ہے گویا خدا تعالےٰ کی محبت بنی نوع انسان کی محبت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور بنی نوع انسان کی

محبت کا نقطۂ مرکزی

ماں باپ کا وجود ہے پھر جس طرح مادی دنیا میں ہم ماں باپ کے نمونہ کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے اپنے بچوں کو پالا پوسا اور ان کی خبر گیری کی اور ان کے لئے ہر قسم کی قربانی کی اسی طرح روحانی دنیا میں ہمارے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ ہیں اگر اس اسوہ کو مدنظر رکھا جائے تو دنیا میں نیکی کا کوئی معیار ہی باقی نہیں رہتا اگر ہم ان قربانیوں کی شکل کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کے لئے کیں بگاڑ دیں۔ تو نیکی کا معیار پھر کونسا رہ جائے گا۔ ہم ہر بات میں آپؐ کے اسوہ حسنہ کو معیار قرار دیتے ہیں آپؐ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں آپؐ کی شفقت علی الخلق اللہ اور تعلق بالناس کو دیکھتے ہیں اور اس طرح ہمارے دل میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھی بنی نوع انسان سے ویسا ہی حسن سلوک کریں جس طرح قریبی اپنے قریبی سے کرتا ہے یا جس طرح ماں باپ اپنے بچوں سے کرتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو آپؐ جب سفر طائف کے لئے تشریف لے گئے تو دشمنوں نے آپؐ پر پتھر پھینکے جن سے آپؐ سخت زخمی ہو گئے اور پھر آپؐ کے پیچھے کتے لگائے گئے اور آپؐ بہت دور تک بھاگتے چلے گئے اس پر ایک فرشتہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا مجھے خدا تعالےٰ نے آپؐ کے پاس اسلئے بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو وہ طائف کی زمین کو تہ و بالا کر دے اور جن لوگوں نے آپکو تکلیف دی ہے ان کو خاک میں ملا دے اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال نہ کیا کہ مجھے دشمنوں کی طرف سے دکھ پہنچا ہے اسلئے انکو سزا ملنی چاہیئے بلکہ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ جہالت سے میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں اگر ان پر عذاب آ گیا تو ہدایت کون پائے گا۔ یہ طبعی محبت تھی جو رسالت کے لحاظ سے آپؐ کے اندر بنی نوع انسان کے لئے تھی اور آپؐ اس طرح سمجھتے تھے کہ تمام بنی نوع انسان میرے بچے ہیں اسی طرح

احد کے موقعہ پر

جب آپؐ زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے تو جب آپؐ کو ہوش آیا تو آپؐ نے یہ خیال ہی نہ کیا کہ دشمنوں نے مجھے تیروں سے زخمی کیا ہے میرے دانت توڑ دئے ہیں یا میرے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کو شہید کر دیا ہے بلکہ آپ نے ہوش میں آتے ہی دعا کی رب اغفر لقومی فانهم لایعلمون۔ اے میرے رب یہ میرے مقام کو شناخت نہیں کر سکے ورنہ مجھے یہ تکلیف نہ دیتے اسلئے ان کو بخش دے۔

یہ طبعی محبت تھی

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کے لئے تھی اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے سامنے بھیانک شکل میں پیش کیا جائے جیسا کہ مسلمانوں نے آپؐ کو تلوار چلانے والے نبی کی شکل میں پیش کیا اور کہا کہ آپؐ کی تعلیم یہ ہے کہ دشمن کو مار دو اور قتل کر دو تو کون شخص آپ سے محبت کر سکتا ہے ــــ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حماقت سے یہ غلط تعلیم جب دوسری قوموں نے سنی تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اسلام کی مخالف ہو گئیں اور اسلام ان کی نظروں میں ہوّا بن گیا۔ کچھ عرصہ ہوا مجھے امریکہ سے ایک احمدی دوست نے خط لکھا جس میں انہوں نے بتایا کہ امریکن لوگوں نے اپنی نظروں میں اسلام کا کیا نقشہ کھینچا ہوا ہے انہوں نے لکھا کہ ان کی کسی امریکن عورت سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں انہوں نے کہا ہندوستان سے۔ اسنے کہا اچھا تو آپ ہندو ہیں انہوں نے کہا نہیں پھر کہنے لگی آپ کا علاقہ کونسا ہے انہوں نے بتایا کہ پنجاب۔ اس پر وہ کہنے لگی پھر تو آپ سکھ ہوں گے انہوں نے کہا نہیں میں تو مسلمان ہوں اس پر وہ کہنے لگی اچھا آپ اس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جس کا عقیدہ ہے کہ جو شخص دو چار عیسائیوں کو قتل کر دے وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اب دیکھو جن لوگوں کے دلوں میں

اسلام کے متعلق یہ خیالات

پیدا ہو جائیں وہ اسلام سے نفرت نہ کریں تو اور کیا کریں اور اسکی ساری ذمہ واری ان لوگوں پر عاید ہوتی ہے کہ جنہوں نے اسلام کو اس شکل میں غیر اقوام کے سامنے پیش کیا ایک عیسائی جو اس غلط عقیدہ

کو سنے کہ مسلمانوں میں سے جو شخص تین چار عیسائیوں کو قتل کر دے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے وہ اپنے دل میں کہے گا کہ نہ تو میں نے مسلمانوں کا کچھ بگاڑا ہے اور نہ میں نے ان کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کا کچھ بگاڑا ہے پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں کو مار دو۔ پس یہ بلا وجہ مارو اور قتل کرو کی غلط تعلیم کے پھیلنے کی ذمہ داری ان مسلمانوں پر ہی ہے جنہوں نے اسلام کو صحیح رنگ میں دنیا کے سامنے پیش نہ کیا بلکہ فخر کے ساتھ مارو اور قتل کرو کی غلط تعلیم پھیلاتے رہے۔ اس قسم کے

بہت سے لطائف

بھی ہندوستان میں مشہور رہے ہیں کہتے ہیں کسی پٹھان نے ایک ہندو کو پکڑ لیا اور کہا پڑھو کلمہ ورنہ قتل کر دوں گا۔ اس نے کسی سے یہ دونوں مسئلے سنے ہوئے تھے کہ کافر کو کلمہ پڑھانا بھی ثواب ہے اور اگر کلمہ نہ پڑھے تو قتل کر دینا بھی ثواب ہے۔ ہندو بیچارا کہنے لگا۔ مجھے تو کلمہ نہیں آتا۔ مگر پٹھان یہی کہتا جائے۔ پڑھو کلمہ ہندو نے کہا مجھے کلمہ پڑھنا آتا ہی نہیں تو پڑھوں کیسے۔ اس لئے تم کلمہ کے الفاظ بولتے جاؤ۔ میں ساتھ ساتھ پڑھتا جاؤں گا۔ اس پر

پٹھان کہنے لگا

تو تمہاری قسمت بہت خراب ہے کلمہ تو مجھے بھی نہیں آتا۔ اب دیکھو اس پٹھان کو خود تو کلمہ پڑھنا آتا نہ تھا مگر ہندو کو کلمہ پڑھا کر یا دوسری صورت میں اسے قتل کر کے ثواب حاصل کرنا چاہتا تھا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے کہ لعلک باخع نفسک الا یکونو مومنین کہ تو اس غم میں ہلاک ہو رہا ہے کہ کیوں یہ لوگ ایمان نہیں لاتے

بخع کے معنے ہوتے ہیں

کٹتے کٹتے ساری گردن کٹ جانا۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس غم میں گھلے جاتے تھے کہ یہ لوگ کسی طرح نجات پا جائیں اور آپ کو بنی نوع انسان کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ سارے کے سارے ہی نجات پا جائیں۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ شوق تھا کہ کافروں کو قتل کیا جائے۔ اب دیکھو ان دونوں باتوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔

ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس غم میں مبتلا ہیں کہ کفار ایمان لا کر نجات پا جائیں اور

دوسری طرف یہ حالت ہے

کہ اس مجسم رحم۔ مجسم عفو اور مجسم رحمت کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُسے کافروں کو مارنے کا شوق تھا۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک جنگ سے واپس آ کر کسی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ زیدؓ نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے حالانکہ اس نے کہا تھا کہ صبوتُ یعنی میں صابی ہوتا ہوں (اس وقت کفار مسلمانوں کو صابی کہتے تھے۔ جیسے آجکل احمدیوں کو قادیانی یا مرزائی کہا جاتا ہے) اور اس کا مطلب یہ تھا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ زیدؓ سے دریافت کیا گیا۔ تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ وہ جان بچانے کے لئے ایسا کہہ رہا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا کیا

تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا؟

کس طرح معلوم ہو گیا کہ وہ جان بچانے کے لئے ایسا کر رہا تھا۔ ممکن ہے اس پر اسلام کی حقانیت کھل گئی ہو اور وہ صدق دل سے اسلام لایا ہو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ جب قیامت کے دن اس کا یہ کلمہ خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہو گا تو تم کیا جواب دو گے۔ اس پر زیدؓ اس قدر نادم اور شرمندہ ہوئے کہ وہ کہتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ کاش میں آج اسلام لایا ہوتا اور مجھ سے یہ فعل سرزد نہ ہوا ہوتا۔ تاکہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا مورد نہ بنتا پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو

رحم عدل اور عفو چاہتے تھے

مگر بعض مسلمانوں نے اس کو اور ہی رنگ میں غیروں کے سامنے پیش کیا۔ اب دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی تعلیم کو صحیح رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو بنی نوع انسان کے ساتھ ماں باپ سے بھی زیادہ محبت کرنے والے تھے۔ ہم جب اس تعلیم کو عیسائیوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو آپ کے اعلےٰ اخلاق کا علم ہی نہ تھا چنانچہ

قرآن کریم کا جو انگریزی ترجمہ

ہماری جماعت کی طرف سے شائع ہو رہا ہے اس کے دیباچہ میں اور مضامین کے علاوہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری بھی اختصار کے ساتھ لکھی ہے۔ اس دیباچہ کا ہندی ترجمہ پٹنہ کے ایک ہندو پروفیسر کے پاس اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ تو جس احمدی دوست کے ذریعہ ہم نے بھیجا تھا انہوں نے مجھے لکھا کہ پروفیسر صاحب نے ان کو بتایا کہ جب انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور اعلےٰ اور بلند ترین اخلاق کا مطالعہ کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور کہا ہمیں اس سے پہلے آپؐ کے صحیح اخلاق کا پتہ نہ تھا۔ اگر ہم یہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کافروں کو مارو اور قتل کرو تو ہندو پروفیسر پر کیا اثر ہوتا۔ لیکن

آپؐ کی صحیح تعلیم

پیش کرنے سے ایک ہندو اور پھر بہار کا ہندو اور اس علاقہ کا ہندو جہاں ہندوؤں نے مسلمانوں پر سخت مظالم کئے کہتا ہے میں نے جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلےٰ اخلاق کا مطالعہ کیا تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع انسان کے ساتھ عفو اور درگزر کا تعلق اور محبت ہمارے لئے روحانی نمونہ ہے اور ماں باپ کا تعلق جسمانی نمونہ ہے۔ اگر ہم اس جسمانی تعلق کو توڑ دیں تو اولاد سے بھی نہیں کہہ سکتے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرو۔ ہاں اگر ماں باپ دینی کاموں سے روکیں تو بے شک ان کی بات کو ماننا درست نہیں لیکن جہاں تک دنیوی باتوں کا تعلق ہے

ان کی فرمانبرداری ضرور ہونی چاہیئے۔ مگر

ماں باپ کے لئے بھی ضروری ہے

کہ اپنی اولاد میں سے کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کریں۔ یورپ کے لوگ اپنی ساری جائیداد اپنے سب سے بڑے بیٹے کو دے دیتے ہیں یا جس کو جتنا چاہیں اتنا دیتے ہیں۔ مثلاً اسطرح کہ فلاں کو اتنے لاکھ اور فلاں کو اتنے ہزار۔ اور یہ بات ان کی اپنی مرضی پر منحصر ہوتی ہے۔ لیکن ہم ان کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ اسلام نے ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ پس اگر مسلمان بھی اپنی اولاد کے ساتھ امتیازی سلوک کریں تو اسلام نے جو تقسیم حصص میں حکمت رکھی ہے وہ باطل ہو جاتی ہے۔ اسلام کے حکم کے مطابق دین کے لئے وصیت میں زیادہ سے زیادہ ⅓ دیا جا سکتا ہے اور ہبہ میں ساری جائیداد دی جا سکتی ہے۔ مگر وہ بات بالکل الگ ہے۔ دین کے لئے بے شک ساری جائیداد انسان ہبہ کر سکتا ہے۔ مگر اولاد میں سے کسی ایک کے نام ہبہ نہیں کر سکتا ہاں

ایک صورت یہ بھی ہے

کہ ایک شخص سمجھتا ہے کہ اس نے اپنے چار بیٹوں میں سے بڑے تین بیٹوں کو کافی جائیداد تجارت وغیرہ کے لئے دی ہوئی ہے اور چھوٹا لڑکا ابھی کسی کام پر نہیں لگا۔ یا اس کے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے اس لئے اگر وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ بڑے لڑکے کھاتے پیتے ہیں اور ان کے پاس کافی ذخیرہ ہے اپنی جائیداد کو چھوٹے کے نام ہبہ کر دیتا ہے تو یہ ایک جائز صورت ہے مگر اس میں بھی

شرط یہ ہے

کہ دوسرے بیٹوں کو اعتراض نہ ہو

انصار اللہ سے

معزز بزرگو! آپ اللہ تعالےٰ کے انصار ہیں۔ اور اس کا نام بلند کرنا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا جھنڈا اکناف عالم میں لہرانا آپ کا نصب العین ہے۔

الفضل ایسے خالص دینی اخبار کی توسیع اشاعت ہی اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اپنے حلقۂ احباب میں اس کی توسیع اشاعت کی کوشش فرمائیں!

(مینجر الفضل)

خدام! سال رواں کے گیارہ ماہ گذر چکے ہیں۔ کیا آپ نے خدام الاحمدیہ کے تمام چندوں کا بجٹ پورا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو ادائیگی کی فکر کریں۔ تا آپ بقایا دار شمار نہ ہوں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اگر ان کو اعتراض ہو تو ایسا نہیں کر سکتا مگر کھاتے پیتے بیٹوں کو جن کو باپ پہلے ہی کافی روپیہ یا جائیداد دے چکا ہو۔ ایسا اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کہیں گے ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے۔ بیسیوں باپ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی آمد اپنے بیٹوں کی آمد سے بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں شریعت نے ہبہ کرنے کی اجازت دی ہے مگر

باپ کیلئے ضروری ہوگا

کہ وہ اپنے دوسرے بیٹوں کا جائزہ لے جن کو وہ ہبہ سے محروم کر رہا ہے۔ اگر وہ کھاتے پیتے ہوں تو کسی ایسے بیٹے کے حق میں جس کو باپ کی جائیداد سے تھوڑا حصہ ملا ہو۔ ہبہ کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں اور اگر ان سب بیٹوں کی حالت یکساں ہو تو کسی ایک کے نام ہبہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ دین کے سارے جائیداد کا ہبہ کرنے کی صورت تو یہ تھی کہ اس میں وہ اپنے آپ کو بھی محروم کر دیتا ہے اور بیٹوں کو بھی مگر کسی ایک بیٹے کے نام ہبہ کرنے کی صورت میں وہ اپنے آپ کو محروم نہیں کرتا۔ اور یہ ناجائز ہے

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے

کہ فقہاء نے جو ہبہ کی اجازت دی ہے اس کی حقیقت لوگوں نے نہیں سمجھی اصل بات یہ ہے کہ ایک وقتی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جس کے متعلق اور احکام ہیں اور ایک مستقل تقسیم ہوتی ہے۔ جس کے متعلق اور احکام ہیں۔ ہبہ یہ ہے کہ کوئی شخص پوری جائیداد یا اس کا کوئی بڑا حصہ کسی کے نام منتقل کر دے۔ یہ ہبہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں سوائے استثنائی صورتوں کے قطعی طور پر ناجائز ہے۔ لیکن ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ

وقتی ضرورتوں کے ماتحت

کسی ایک بیٹے کو دوسرے بیٹوں سے کچھ زائد دے دیا جائے یہ صورت چونکہ تربیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلئے جائز ہے مثلاً کسی شخص نے اپنے ایک بیٹے کو ایم۔ اے کروایا مگر اسکے بعد اس کی نوکری جاتی رہی یا اسے تجارت میں نقصان پہنچ گیا تو اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنے باقی بیٹوں پر بھی اتنا خرچ کرے جتنا کہ اس نے اپنے ایم۔ اے بننے والے بیٹے پر کیا تھا۔ کیونکہ اسکے حالات تبدیل ہو گئے اور اب اس میں اتنی مقدرت نہیں رہی کہ وہ باقی بیٹوں پر بھی اتنا خرچ کر سکے جتنا اس نے ایم۔ اے بننے والے بیٹے پر کیا تھا۔ یا مثلاً کسی باپ نے اپنے ایک بیٹے کو کچھ روپیہ تجارت کے لئے دیا تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ باری باری اپنے سب بیٹوں کو اسی قدر روپیہ دے سکے گا۔ لیکن

بعد میں ایسے حالات پیدا ہو گئے

کہ اس کے مال میں ترقی نہ ہوئی یا وہ غریب ہو گیا یا مر گیا اور اپنے دوسرے بیٹوں کو کچھ نہ دے سکا تو اس کو ہم امتیازی سلوک نہیں کہہ سکتے یا مثلاً مہر ہے۔ اگر کسی کی مالی حالت اچھی ہے اور وہ شادی کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ دس ہزار روپیہ مہر رکھ دے۔ لیکن اگر اس کی بیوی فوت ہو جائے اور اس کی مالی حالت بھی گر جائے تو اسکے بعد اگر وہ دوسری شادی کرنا چاہے تو شریعت اسے مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ دوسری بیوی کا مہر بھی دس ہزار روپیہ ہی رکھے کیونکہ اب اسکے حالات اور ہیں اور پہلے اس کے حالات اور تھے۔

یہی وجہ ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیئت میں بھی کسی بیوی کا مہر کم تھا اور کسی کا زیادہ۔ مگر شادی کے بعد تمام بیویوں سے آپؐ نے ایک جیسا سلوک رکھا کیونکہ یہ تو جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے حالات کے ماتحت اپنی ایک بیوی کا مہر زیادہ مقرر کرے اور دوسری کا کم مگر یہ جائز نہیں کہ مقرر کردہ مہر کے مطابق اپنی بیویوں کے ساتھ سلوک کرے مثلاً اس کی ایک بیوی کا مہر دو ہزار روپیہ ہے اور دوسری کا دو سو روپیہ تو یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اپنی دو ہزار روپیہ مہر والی بیوی کو زیادہ خرچ دے اور دو سو روپیہ والی بیوی کو کم خرچ دے۔ اسی طرح اگر بچوں کے ساتھ سلوک کرنے میں وقتی فرق پڑ جائے تو جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص کا ایک بیٹا انٹرنس میں تعلیم پاتا ہے اور دوسرا پرائمری میں تو کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ وہ اپنے پرائمری میں تعلیم پانے والے بیٹے کو اتنی ہی فیس کیوں نہیں دیتا جتنی انٹرنس میں پڑھنے والے کو دیتا ہے ایسا کہنا نادانی ہوگی۔ اور کوئی پرائمری میں پڑھنے والا بچہ اپنے باپ کے پاس یہ شکایت نہیں کرے گا کہ آپ میرے انٹرنس میں پڑھنے والے بھائی کو تو پانچ روپے دیتے ہیں مگر مجھے چار آنے دیتے ہیں اگر کوئی بچہ ایسا کہے گا تو ہر سننے والا شخص اسکو بے وقوف قرار دیگا

اس قسم کی باتیں

امتیاز نہیں کہلا سکتیں۔ یہ ضرورت وقتی میں شامل سمجھی جائیں گی۔

(باقی)

لنگر خانہ میں وصول شدہ عطیہ جات و صدقات

از مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگر خانہ۔ ربوہ

ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء میں مندرجہ ذیل مخلص بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے صدقات اور عطیہ جات کی رقوم برائے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام موصول ہوئی ہیں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ان مخلص بھائیوں اور بہنوں پر اپنا فضل فرمادے۔ اور ہر آن اُن کا حافظ و ناصر ہو اور ہر مصیبت اور مشکلات سے ان کو محفوظ رکھے۔ آمین

صدقات:۔

نمبر	نام	رقم
(۱)	چوہدری محمد شاہ نواز خان صاحب کراچی	۱۰۰ — ۰۰
(۲)	میاں نسیم حسین صاحب بذریعہ مولانا جلال دین صاحب شمس ربوہ	۳۰ — ۰۰
(۳)	مرزا حمید احمد صاحب دار الصدر شرقی ربوہ	۱۰ — ۰۰
(۴)	حاجی ملک بشیر احمد صاحب نوو سے کراچی بذریعہ مولانا شمس صاحب	۶۰ — ۰۰
(۵)	عبدالرب صاحب غیرت انسپکٹر بیت المال ربوہ	۲۵ — ۰
(۶)	عبدالرحمان صاحب الٰہی پارک مصری شاہ لاہور بذریعہ افسر صاحب خزانہ	۳۰ — ۰۰
(۷)	علی محمد صاحب سیکرٹری مال جھنگ " "	۲۳ — ۰۰
(۸)	عبدالرشید صاحب انبالوی بذریعہ نظارت خدمت درویشاں ربوہ	۲۰ — ۰۰
(۹)	سید شریف احمد صاحب کراچی " " " "	۲۵ — ۰۰
(۱۰)	قریشی مطیع اللہ صاحب سیالکوٹ	۵ — ۰۰
(۱۱)	امۃ الودود صاحبہ بنت قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی راولپنڈی بذریعہ نظارت خدمت درویشاں ربوہ	۳۰ — ۰۰
(۱۲)	شہزادی بیگم صاحبہ بذریعہ مبارک احمد خان صاحب ایمن آباد	۳۰ — ۰۰
(۱۳)	سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز	۴ — ۰۰
(۱۴)		
(۱۵)	چوہدری علی محمد صاحب بی ٹی ربوہ	۲۵ — ۰۰
(۱۶)	والدہ صاحبہ شیخ عبدالواحد صاحب مرحوم پودہ لاہور بذریعہ افسر صاحب خزانہ	۲۵ — ۰۰
(۱۷)	صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلےٰ ربوہ	۳۰ — ۰۰
(۱۸)	دوست محمد صاحب محلہ دار الرحمت شرقی ربوہ	۱ — ۰۰

عطیہ جات:۔

نمبر	نام	رقم
(۱)	قریشی مطیع اللہ صاحب سیالکوٹ	۱۰ — ۰۰
(۲)	غلام محمد صاحب پرویز سیکرٹری مال جماعت گنج مغلپورہ لاہور	۵ — ۰۰
(۳)	محمد عالم صاحب " جماعت سرگودھا بذریعہ افسر صاحب خزانہ	۵ — ۰۰
(۴)	شیخ نور الحق صاحب ربوہ	۵ — ۰۰

(افسر لنگر خانہ ربوہ)

ضروری اعلان

مکتبہ الفرقان ربوہ بہت جلد میرا ایک پرانا مباحثہ جو پہلے بھی "مباحثہ مصر" کے نام سے چھپا تھا۔ اب پھر شائع کر رہا ہے۔ اس میں عیسائی پادریوں سے تین مضامین پر نہایت دلچسپ گفتگو مذکور ہے یعنی (۱) الوہیت مسیح کی تردید (۲) کیا حضرت مسیح کے علاوہ اور لوگ بے گناہ تھے؟ (۳) حضرت مسیح کی صلیبی موت کی تردید۔ ہر مضامین پر بائیبل کے پورے حوالہ جات درج ہیں۔ پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ایک بہترین جواب ہے۔ احباب ابھی سے مکتبہ الفرقان ربوہ کی طرف رجوع کریں۔

(خاکسار ابوالعطاء جالندھری)

درخواست دعا

(از مکرم سید عبدالرزاق شاہ صاحب ربوہ)

نیروبی ایسٹ افریقہ سے قریشی شیر محمد صاحب درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کا چھوٹا لڑکا بشیر احمد آج کل لنڈن میں اپنی تعلیم کا آخری مرحلہ طے کر رہا ہے وہ اس کی کامیابی کے لئے بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

سید عبدالرزاق شاہ
ربوہ

تحریک جدید کے بارہ میں ذمہ داری کا احساس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"ہر شخص اپنے دل میں سمجھ لیوے کہ دین کی ساری ذمہ داری مجھ پر ہی ہے اور میرے ایک کے سُستی اور کمزوری دکھانے سے دین کے کاموں میں حرج واقعہ ہو جائے گا۔ جب ہم میں سے ہر شخص اس بات کو پوری طرح ذہن نشین کرے گا تو یہ تمام روکاوٹیں خود بخود دور ہوتی چلی جائیں گی پس ہر شخص سمجھ لے کہ

میں ہی دین کا ستون ہوں

اور دین کی چھت میرے ہی سہارے پر کھڑی ہے۔ اور اگر یہ چھت میری کسی کمزوری کی وجہ سے گر گئی تو میں خود بھی اس کے نیچے آکر پِس جاؤں گا۔"

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر ورزشی مقابلے

سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر ورزشی مقابلے حسب ذیل طریق پر ہوں گے۔ انچارج صاحبان ازراہ کرم نوٹ فرمالیں۔ والی بال اور رسہ کشی کے مقابلے قرعہ اندازی کے ذریعہ مقرر کئے گئے ہیں۔

والی بال

تاریخ				منصف
۲۷/۱۰/۶۱	حلقہ مرکزی (سرگودھا - جھنگ - لائلپور اور مرکزی مجلس)	مابین	حلقہ غربی (جہلم - راولپنڈی - پشاور - ڈیرہ غازیخاں - ڈیرہ اسمٰعیل خاں - کیمبل پور - میانوالی)	چوہدری عطاء اللہ صاحب ایم اے
۲-	حلقہ جنوبی (کوئٹہ - کراچی - بہاولپور - ملتان - مظفر گڑھ)	مابین	حلقہ شرقی (سیالکوٹ - لاہور - گوجرانوالہ - منٹگمری - گجرات - شیخوپورہ)	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب پی ٹی آئی
۲۸/۱۰/۶۱	فاتح نمبر۱	مابین	فاتح نمبر۲	

رسہ کشی

تاریخ				منصف
۲۷/۱۰/۶۱	۱۔ حلقہ شمالی	مابین	حلقہ جنوبی	(۱) چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ (۲) چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ
۲	حلقہ شرقی	"	حلقہ غربی	"
۲۸/۱۰/۶۱	فاتح نمبر۱	"	فاتح نمبر۲	"

دونوں میں ۲۷/۱۰/۶۱ کو ابتدائی مقابلے اور ۲۸/۱۰/۶۱ کو آخری مقابلے ہوں گے۔ دوڑوں کا اعلان ۲۷/۱۰/۶۱ کو کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(نائب منتظم ورزشی مقابلہ جات۔ ربوہ)

تعمیر مساجد ممالک بیرون کیلئے ایک مخلص بہن کی طرف سے غیر معمولی اخلاص کا نمونہ

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بیگم میجر عبد اللطیف صاحب ۲۹ کو جیلا لائنز مالبر کینٹ کراچی ۲۶ تحریر فرماتی ہیں:۔

"مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ (۱۵۰/-) برائے مسجد احمدیہ فرینکفورٹ جرمنی) ارسال خدمت ہے یہ رقم میں اپنے والد صاحب مرحوم کی جانب سے مسجد فنڈ میں صدقہ جاریہ کے طور پر بھیج رہی ہوں۔ والد صاحب کا نام بابو اکبر علی صاحب مرحوم آف اکبر منزل قادیان تھا...... اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے خاکسار کو پنجاب یونیورسٹی کے بی اے کے امتحان میں کامیابی سے نوازا ہے۔ یہ رقم اس لئے شکرانہ کے طور پر ہے۔"

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس مخلص بہن کے اخلاص میں برکت ڈالے اور ان کے تمام خاندان کو اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے اور ان کے والد مرحوم کے درجات کو بلند فرما کر جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

درخواست دعا

میری والدہ صاحبہ تا حال بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان اور دیگر احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(نصیر احمد باجوہ ابن چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ)

ناظم آباد کراچی میں جلسہ سیرۃ النبیؐ

مورخہ ۱۵ اکتوبر کو ناظم آباد کلب کراچی کے خوشنما لان میں زیر صدارت مکرم جناب قاضی محمد اسلم صاحب ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ سائیکالوجی کراچی یونیورسٹی ایک شاندار جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ جلسہ میں بکثرت احباب شریک ہوئے لاؤڈ سپیکر اور خواتین کے لئے پردہ کا بھی انتظام تھا۔

تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا جو مکرم عبد الواحد صاحب صدیقی نے فرمائی۔ بعدہٗ نسیم احمد خان صاحب نے خوش الحانی سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" پڑھی۔ اس کے بعد مکرم بابو الہداد خان صاحب نے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے" کے موضوع پر مدلل اور موثر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار محمد شفیع خان نجیب آبادی نے مولانا مصلح الدین صاحب راجیکی مرحوم کی نظم "مقام شفیع الوریٰ اللہ اللہ" پڑھی مکرم جناب چوہدری احمد مختار صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اصلاحات فرمائیں" کے موضوع پر موثر اور دلچسپ تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیاں" کے موضوع پر ایک مدلل تقریر فرمائی۔ بعدہٗ مکرم محمد شمیم صاحب انور نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہٗ کا مشہور معروف سلام "بدرگاہ ذی شان خیر الانام" خوش الحانی سے پڑھا۔ دوران جلسہ سامعین نہایت سکون اور اطمینان سے کارروائی جلسہ سنتے رہے۔ تقاریر کے اختتام پر صاحب صدر نے صدارتی تقریر فرمائی اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ اس جلسہ کے انتظامات میں مکرم رشید علی خان صاحب اور مکرم میاں احمد گل صاحب پراچہ نے نمایاں حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار محمد شفیع خان نجیب آبادی پریذیڈنٹ حلقہ ناظم آباد کراچی

ضلع منٹگمری میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے

ماہ اکتوبر ۶۱ء میں مندرجہ ذیل دیہاتی احمدی جماعتوں میں سیرۃ النبی کے جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے چک ۳۴/۱۱ ایل۔ چک ۱۳/۱۴ ایل۔ چک ۹۰/۱۲ ایل۔ چک ۴۸/۱۲ ایل۔ چک ۵۵/۱۲ ایل۔ چک ۵۰/۱۲ ایل۔

ان جلسوں میں قرآن کریم کی تلاوت کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا جاتا رہا۔ جو سامعین نے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ منٹگمری ہر جلسہ میں ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کرتے رہے۔ جس میں سرور پاکاں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار اور افضل النبیین کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ اور حضور صلعم کے اسوہ حسنہ کو واقعات کے رنگ میں پیش کرتے ہوئے اس کے مطابق اپنی عادات و اطوار اور اقوال و افعال کو ڈھالنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور بتایا گیا کہ ساری دنیا کی مشکلات کا حل حضور صلعم کی اتباع ہی میں ہے۔ اسلئے مسلمانوں کے دلوں میں فخر موجودات حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ ہونی چاہیئے اور عملی طور پر محبت کا اظہار کرنا چاہیئے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور مسلمانوں کو کامیابی و غلبہ حاصل ہو۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان جلسوں کے اچھے نتائج پیدا کرے۔

(سیکرٹری اصلاح و ارشاد چیچہ وطنی)

۳۱۔ اکتوبر اور خدام

خدام الاحمدیہ کا رواں مالی سال ۳۱؍اکتوبر کو ختم ہو جائے گا۔ خدام اپنے تمام چندے جو اُن کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ اس سے پہلے پہلے ادا کریں۔

قائدین مجالس سے التماس ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی کریں کہ جو بھی رقوم اکٹھی ہو چکی ہیں وہ فوراً مرکز میں بھجوا دی جائیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ولادت

مورخہ ۱۹/۱۰/۶۱ بروز جمعرات اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو خادم دین اور نیک بنادے۔ اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ آمین

(عبد العزیز سائیکل ورکس گولبازار ربوہ)

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء

مؤرخہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو ربوہ میں منعقد ہوگا

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ حسب سابق امسال بھی مؤرخہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو بمقام ربوہ منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

احباب جماعت ابھی سے عزم کرلیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوکر اس کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوں گے۔

(ناظر اصلاح وارشاد۔ ربوہ)

اعلان برائے خریداران الفضل اہل لاہور

بندہ مؤرخہ ۱۵ ستمبر سے خود موقع پہ جاکر ہر روز بلاناغہ ایجنٹ کی نگرانی کرتا ہے۔ اخبار میں ہرگز ناغہ نہیں ہوتا۔ آپ بھی ناغہ قبول نہ کریں بلکہ سختی سے ہر دوست اخبار کا مطالبہ بغیر ناغہ کے کرے ورنہ آپ کو بھی نقصان ہے اور الفضل کو بھی۔

ہر ماہ بلاناغہ قیمت نقد اپنی گرہ سے ادا کرکے اخبار آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اس واسطے آپ بھی بل وقت پہ ادا فرمایا کریں۔ ایک دو دوستوں کی سستی جماعت کے تمام لوگوں کے خلاف پراپیگنڈا کا موقع مہیا کرتی ہے۔

(محمد ابراہیم صدر حلقہ دہلی گیٹ مسجد احمدیہ لاہور)

درخواست ہائے دعا

(۱) محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ بنت حضرت میاں سراج دین صاحب نے کسی مستحق کے نام ایک سال کے لئے خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔

اسی طرح محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ زوجہ محمد حسین صاحب شیخوپورہ نے بھی کسی مستحق کے نام ایک سال کے لئے خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ احباب ان ہر دو بہنوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کرے اور خدمت دین کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مینجر الفضل)

(۲) میرا لڑکا عزیز منور احمد سعید بغرض تعلیم فلاڈلفیا (امریکہ) گیا ہوا ہے اور وہاں کمر کی درد کی وجہ سے زیر علاج ہے۔ احباب کرام ان کی کامل صحت اور کامران واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔ (روشن الدین زرگر اوکاڑہ)

(۳) ہمارا بچہ عرصہ ۱½ ماہ سے بیمار ہے بائیں طرف گلینڈ کا اپریشن ہوا ہے جملہ احباب اور بہنوں سے دعا کی درخواست ہے۔ (کیپٹن و بیگم سید سعید احمد)

(۴) میری خالہ جان محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ بنت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب ریٹائرڈ صوبیدار میجر عرصہ چھ ماہ سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں۔ تمام بہنوں اور بھائیوں سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (بشریٰ سعید ملک م۔ مکان نمبر ۱۳ گوردیال سنگھ سٹریٹ دھوبی منڈی اولڈ انارکلی لاہور)

(۵) مکرم منیر الدین صاحب ایم۔ اے (فائنل)، مکرم فضل الٰہی صاحب قیصرانی B.E (فائنل) مکرم محمد زاہد صاحب ایم۔ بی بی ایس (سال سوم) اور مکرم محمود احمد صاحب ایل ایل بی (سال اول) کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو امتحانات میں اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے اور دین و دنیا میں سرخرو فرمائے۔ آمین

انعام اللہ اختر۔ انجنیئرنگ سال سوم پشاور یونیورسٹی

ولادت

مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب آف جھنگ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۴ ۷/۶۱ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے عزیز نومولود مکرم ڈاکٹر میاں عبدالحمید صاحب سی ایم۔ او مشرقی پاکستان ریلوے کا نواسہ ہے محترمہ بیگم صاحبہ میاں صاحب موصوف نے کسی مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کروایا ہے جزاھم اللہ۔ قارئین کرام سے نومولود کی درازیٔ عمر اور درخشاں مستقبل کے لئے نیز بیگم صاحبہ موصوفہ کے لئے دعا کی درخواست ہے (مینجر الفضل)

ناصرات الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ پشاور کا پہلا سالانہ اجتماع

۸ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ پشاور کا پہلا سالانہ اجتماع کامیابی کے ساتھ مسجد احمدیہ سول کوارٹرز میں منعقد ہوا۔ لجنہ پشاور کی درخواست پر اجتماع میں شرکت کے لئے مرکز سے محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ تشریف لائیں اجتماع میں پشاور کی کل احمدی مستورات اور بچیوں کی ۹۰ فی صد حاضری تھی۔ مردان سے بھی ایک نمائندہ آئی ہوئی تھیں۔

یہ اجتماع لجنہ اور ناصرات کا مشترکہ تھا۔ جو صبح ۹ بجے سے محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ و تفسیر کے بعد عہد دہرایا گیا ایک نظم پڑھی گئی۔ پھر جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ پشاور سیدہ نسیم سعید ایم۔ اے نے سالانہ کارگذاری کی مختصر رپورٹ پڑھکر سنائی بعد ازاں استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے افتتاحی تقریر کی جس میں آپ نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ پشاور کی لجنہ بھی بیدار ہوئی اور اس نے اجتماع کیا۔ نیز آپ نے ممبرات کو بہت سی مفید نصیحتیں کیں۔ آپ کی تقریر کے بعد اجتماع کی کارروائی یعنی مختلف مقابلے شروع ہوئے۔

پہلا مقابلہ تلاوت قرآن کریم کا تھا اس میں ۸ بہنوں نے حصہ لیا مقابلے کے بعد استانی صاحبہ نے تلاوت سے متعلق چند ہدایات دیں۔ تلاوت کا پہلا انعام امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ امیر جماعت پشاور کو دوسرا انعام امۃ القیوم صاحبہ کو ملا۔

دوسرا مقابلہ تقریر کا تھا۔ عنوانات وہی تھے جو مرکز نے سالانہ اجتماع کے معیار سوم کے ہیں۔ دس بہنوں نے حصہ لیا۔ اول طاہرہ نسرین صاحبہ اور دوم زبیدہ ناھید صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر صاحب نے اول اور دوم انعامات حاصل کئے۔

تیسرا مقابلہ دینی معلومات کا تھا۔ اس میں ۱۵ بہنوں نے حصہ لیا پہلا انعام طاہرہ نسرین صاحبہ کو اور دوسرا انعام سلطانہ نصیر صاحبہ کو ملا۔

ان مقابلہ جات کے بعد سوا بجے کھانے اور نماز کا وقفہ ہوا۔ کھانے کا انتظام مقامی لجنہ نے کیا ــــ پونے تین بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا اور تلاوت و نظم کے بعد ناصرات کا تلاوت کا مقابلہ شروع ہوا۔ اس میں ۲۳ بچیوں نے حصہ لیا اول انعام تقیہ کو اور دوسرا نصرت پروین کو ملا۔

ناصرات کا دوسرا مقابلہ نظم خوانی کا تھا جو کلام محمود در ثمین یا درعدن میں سے زبانی کرنی تھی۔ اس میں ۲۲ بچیوں نے حصہ لیا۔ پہلا انعام الفت کو اور دوسرا امۃ اللہ الطاف کو ملا۔

تیسرا مقابلہ دینی معلومات کا تھا اس میں ۱۹ بچیوں نے حصہ لیا۔ پہلا انعام قدسیہ کو اور دوسرا زبیدہ کو ملا۔ ــــ چوتھا مقابلہ کھیل کا تھا اس میں پہلا انعام صالحہ کو اور دوسرا نفیسہ کو ملا اس کے علاوہ اجتماع کی بہترین کارکن کا انعام حشمت بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا عبدالمجید صاحب اور سال کی بہترین کارکن کا انعام سکرٹری مال امۃ الشافی صاحبہ اہلیہ ہاشم خان درانی صاحب کو ملا۔ بعد ازاں دعوۃ الامیر اور کشتی نوح کے امتحان (جو مقامی طور پر لیا گیا تھا) کی اسناد تقسیم کی گئیں اور سال کی بہترین محصلہ کا انعام اہلیہ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب کو دیا گیا۔ مختلف مقابلوں میں ججز کے فرائض استانی صاحبہ قانتہ صاحبہ، امۃ الشافی صاحبہ، امۃ الباسط صاحبہ مسز نسیم سعید صاحبہ ڈاکٹر ذکیہ پروین صاحبہ اور شمیم اختر صاحبہ سیکرٹری نے سر انجام دئے۔

بعد ازاں جنرل سیکرٹری مسز نسیم سعید نے سب عہدیداروں اور ممبرات کے تعاون کا شکریہ ادا کیا اور ان سے اپیل کی کہ وہ کوشش کریں کہ آئندہ سال اس سے بہتر پیمانے پر اجتماع منعقد کر سکیں۔ پھر استانی میمونہ صاحبہ نے دعا کرائی اور اس طرح اجتماع ساڑھے پانچ بجے

خدام الاحمدیہ کے بیسویں سالانہ اجتماع کی مختصر روئداد

(بقیہ صفحہ اوّل)

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے اجتماع میں شریک ہونے والے قائدین اضلاع کے اعزاز میں دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا جس میں مرکزی مہتممین کے علاوہ محترم سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ اور محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مجلس مرکزیہ نے بھی شرکت فرمائی اس موقع پر مہتمم مقامی مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب نے اجتماع کی کامیابی پر محترم صدر صاحب اور قائدین اضلاع کی خدمت میں مبارکباد پیش کی اور دعوت میں شمولیت پر ان کا شکریہ ادا کیا بعدازاں جملہ قائدین اضلاع کی طرف سے مکرم مرزا نذیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مجلس مقامی کا اس عزت افزائی پر شکریہ ادا کیا نیز محترم صدر صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بالخصوص مجلس مقامی کو خدام کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی تلقین فرمائی کہ ان میں قیادت کی زیادہ سے زیادہ اہلیت پیدا ہو سکے۔ اور وہ آگے چل کر خوش اسلوبی کے ساتھ رہنمائی کا فرض ادا کر سکیں آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی (محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ کے اختتامی خطاب کا خلاصہ آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں)

درخواستِ دعا

(از محترم میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای اے سی دارالصدر غربی ربوہ)

خاکسار کی بیٹی عزیزی رضیہ بیگم سلمہ زوجہ میاں گل محمد صاحب لیبر افسر لاہور عرصہ دراز سے درد پتہ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ ڈاکٹری مشورہ اور ہدایت کے ماتحت اُسے اب پتہ کا آپریشن کرانے کے لئے میو ہسپتال لاہور میں داخل کرایا جا رہا ہے۔ لہذا بزرگان سلسلہ احمدیہ و جملہ احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ خاکسار کی بیٹی کی صحتیابی اور آپریشن میں کامیابی کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا فرما کر خاکسار کو ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

عاجز خاکسار محمد شریف ریٹائرڈ ای اے سی ساکن دارالصدر غربی ب ربوہ

ضروری اعلان

بعض احباب دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نام و پتہ صاف طور پر تحریر نہیں کرتے اس لئے ان کے خطوط کی تعمیل میں دقت پیش آتی ہے۔ دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر اور نام و پتہ خوشخط لکھا کریں۔

(مینجر الفضل)

درخواستِ دعا

برادرم مکرم ملک منور احمد صاحب فضل عمر ریسرچ ربوہ کی اہلیہ صاحبہ چند دنوں سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں احباب سے انکی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار عباداللہ گیانی ربوہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴